نمبر ۸۲ | مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۳ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۸ جنوری کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ ابھی تک حضور کی طبیعت پورے طور پر اچھی نہیں ہوئی۔ گو بخار دو روز سے نہیں ہوا۔ لیکن کھانسی بدستور ہے۔ علاوہ ازیں کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ چلنے سے قدم لڑکھڑاتے اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے لگتے ہیں۔ بھوک بھی نہیں لگتی۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ سیدہ ام رفیع احمد حرم ثالث حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ کا بھاگلپور میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۸ جنوری سیدہ ام رفیع احمد بھاگلپور تشریف لے گئیں۔

۸ جنوری سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے درس القرآن شروع کیا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ

مندرجہ بالا آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب ذیل الفاظ ان مطالبات کو پیش نظر رکھ کر پڑھے جائیں۔ جو آل انڈیا وومن کانفرنس نے اپنے حال کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں پیش کئے ہیں۔ اور جو خبروں کے صفحہ پر درج کر دیئے گئے ہیں۔ (ایڈیٹر)

"اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیجکر دیکھیں تو سہی۔ کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے۔ یا مختلف۔ ایک طرف تو اسے حمل ہے۔ اور ایک طرف جنگ ہے۔ وہ کیا کر سکیگی؟ غرضکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں۔ اور کم بھی ہیں اسلئے مرد کو چاہیئے۔ کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے"

(تقریروں کا مجموعہ صفحہ ۹)

اخبار احمدیہ

ضلع ڈیرہ غازیخاں کے احمدیوں کو اطلاع

حکیم عبدالخالق صاحب شہر ڈیرہ غازیخان کو ضلع ڈیرہ غازیخان کے لئے آنریری انسپکٹر مقرر کیا گیا ہے۔ سب احباب ان کو حساب دکھانے اور ان کی تحریکات پر عمل کر کے ممنون فرمائیں۔

ناظر بیت المال قادیان

گمشدہ اشیاء

۱- ایک بستر اجس میں ایک رضائی چھینٹ کی۔ ایک بچھونا کھدر کا۔ ایک سبز رنگ کا کپڑا۔ ایک تہبند کھدر کا تھا۔ ۳۰ دسمبر جبسٹر اور نارووال کے درمیان جبسٹر سے دو میل کے فاصلہ پر صبح کی گیارہ بجے کی گاڑی سے گر پڑا تھا۔ نارووال اور اس کے ارد گرد کے احمدی دوست جستجو کریں۔ اگر مل جائے۔ تو مجھے اطلاع دیں۔ خاکسار غلام رسول۔ احمدی کلرک فیول اینڈ مائیلیج سیکشن۔ ٹی ۔ ایس ۔ بلڈنگس لاہور

۲- قرآن مجید مترجم۔ قرآن مجید معرا۔ رسالہ مقدمہ بہاول پور۔ یسرنا القرآن۔ پگڑی معہ کلاہ۔ رومال رنگین۔ ۲۹ دسمبر ۱۲ بجے قادیان سے چل کر جو گاڑی ۲ بجے لاہور پہونچی۔ بنڈیہ سامان اس میں بھول گیا۔ ضلع گجرات کے تین احمدی دوست بطور امانت ساتھ لے گئے ہیں۔ براہ مہربانی اس پتہ پر بھیج کر ممنون فرمائیں۔ محصول ڈاک فوراً ادا کیا جائے گا۔ خاکسار محمد شفیع احمدی سٹیشن ہیڈ لک لائن سرگودھا۔

۳- ایک دوہتی کسی احمدی بہن کی جو علاقہ گجرات کی رہنے والی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے بڑے گھر رہ گئی ہے۔ جس کی ہو۔ وہ دفتر پرائیویٹ سکرٹری کو علامات بہ تحریر کر کے منگوا لیں۔

پرائیویٹ سکرٹری۔

درخواست ہائے دعا

۱- میری بیوی سلسلہ حقہ کے سخت خلاف تھی حتیٰ کہ مجھ سے ناراض ہو کر اپنے ماں باپ کے ہاں رہنے لگی ہے۔ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی برکت سے بلا اکراہ وجبر اپنے ماں باپ۔ اور دیگر رشتہ داروں کی مخالفتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سلسلہ حقہ میں داخل ہوئی۔ اور چار سال کے قلیل عرصہ میں اللہ تعالےٰ نے اس کے اخلاص کو قبول فرمایا اور وہ لجنہ اماء اللہ دہلی کی سکرٹری مقرر کی گئی۔ وہ ہر وقت تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہتی ہے۔ اور سلسلہ کے کاموں میں نہایت اخلاص اور گرم جوشی کے ساتھ پیش قدمی کرتی ہے۔ لیکن مرض دمہ میں مبتلا ہے۔ اس کے اخلاص اور نیک عادتوں نے میرے غریب گھر کو جنت بنا رکھا ہے۔ میں اولاد کی نعمت سے بھی محروم ہوں۔ میری دلی منت ہے۔ کہ ایسی نیک بخت پیشاکرہ ساجدہ بیوی سے سعید اور باخدا اولاد پیدا ہو۔ احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار۔ محمد یونس از دہلی۔

۲- احباب میرے دلی مقاصد میں کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ نیز میرے بڑے لڑکے کے برسر روزگار ہونے کے واسطے بھی۔ خاکسار احمد اللہ۔ نوشہرہ چھاؤنی۔

۳- خاکسار کا بچہ مجید احمد بعارضہ نمونیہ شدید بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار محمد الدین امین آبادی از قادیان۔

۴- متواتر پانچ برس سے میں طرح طرح کی مشکلات میں ہوں۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ رہائی دے۔ خاکسار۔ ابراہیم۔ کلکتہ۔

۵- بابو فضل الدین صاحب کی لڑکی بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار فقیر احمد۔ احمدی۔ جالندھر چھاؤنی۔

۶- بھائی فضل الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ سامانہ بعارضہ نمونیا بیمار ہیں احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار جمیل الرحمن۔ سامانہ۔

ولادت

۱- میرے فرزند محمد افضل کے ہاں اللہ تعالےٰ نے ۱۹ دسمبر پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اس کی درازیٔ عمر اور صالح ہونے کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار شاہ محمد۔ پٹیالہ ساہیاں۔

۲- ۱۳ دسمبر ۱۹۳۲ء کو میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منصور محمد نام تجویز فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں خاکسار ظفر محمد۔ قادیان۔

۳- ۲۸ دسمبر میرے ہاں چھٹا لڑکا پیدا ہوا۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اسے خادم دین بنائے۔ خاکسار۔ بانذین نائب ذیلدار چک ۳۰/۱۱ ضلع منٹگمری

۴- ۲۹ دسمبر اللہ کریم نے مجھے تیسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خادم دین ہو۔ خاکسار غلام احمد خان ڈسپنسر گوگیرہ۔

اعلان نکاح

۱- عزیزہ عفت النساء بیگم بنت شیخ فضل حق صاحب بٹالوی کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسٹر عبدالرؤف خاں بی۔ اے کلاس ابن شیخ غلام قادر صاحب احمدی ساکن پٹھان کوٹ سے ایک ہزار روپیہ مہر پر ۲۹ دسمبر ۱۹۳۲ء کو پڑھایا۔ خاکسار فضل الرحمن حکیم۔ از قادیان۔

۲- خاکسار کی ہمشیرہ زادی عزیزہ رضیہ بیگم بنت شیخ جان محمد صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس منٹگمری کا نکاح عزیزم صدیق احمد ڈسپنسر چھپرہ دہلی سے مبلغ پانصد روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۳۰ دسمبر پڑھا۔ خاکسار فضل الرحمن حکیم۔

دعائے مغفرت

۱- میری رفیقہ حیات ۲ جنوری ۱۹۳۳ء بعارضہ نمونیا چند روز بیمار رہ کر فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ باوجود اپنے والدین کے اشد مخالف ہونے کے احمدیت میں داخل ہوئی۔ مرحومہ اپنی یادگار ایک لڑکا بعمر ۸ سال چھوڑ گئی ہے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار مرزا محمد حسین فتح پور ضلع گجرات۔

۲- حکیم معصوم علی صاحب احمدی سکنہ اوڑ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ چندوں میں حسب توفیق خوشی سے حصہ لیتے تھے۔ اور تبلیغ کے کام میں بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار امانت علی سکرٹری جماعت احمدیہ اوڑ۔ ضلع جالندھر

۳- ۷ دسمبر منشی خادم حسین صاحب خادم کا لڑکا محمد یحییٰ بعارضہ چیچک انتقال کر گیا ہے۔ منشی صاحب موصوف کا صرف یہی ایک لڑکا تھا۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ منشی صاحب موصوف کو نعم البدل عطا کرے۔ خاکسار فضل عظیم از بھیرہ

۴- ۲۳ نومبر کو میرا بھائی عمر دین فوت ہو گیا ہے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار فضل دین۔ بہلولپور۔

مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے متعلق اعلان

حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس انشاء اللہ ۱۴- اپریل بعد نماز جمعہ شروع ہو کر ۱۶- اپریل کی دوپہر تک جاری رہے گا۔

ضروری ہے۔ کہ اس اعلان کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اجلاس منعقد کر کے مجلس مشاورت کے نمائندوں کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں۔ ساتھ ہی ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کی سیکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے۔ کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں۔ اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل اس تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں۔ جماعتوں کے امراء بحیثیت امیر ہونے کے بغیر کسی انتخاب کے مجلس مشاورت میں اپنی جماعت کے نمائندے ہو سکتے ہیں

خاکسار یوسف علی۔ پرائیویٹ سیکرٹری۔ ۸ جنوری ۱۹۳۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۸۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقریر

اہم اور ضروری امور کے متعلق ارشادات (۴)

جماعت احمدیہ کی اقتصادی حالت

کوئی احمدی بے کار نہ ہو

اب میں جماعت کی اقتصادی حالت کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ پہلے فردی حالت کو لیتا ہوں۔ اسلام قطعاً یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کوئی انسان نکما رہے۔ ہر شخص کو کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیئے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ہماری جماعت کے ہزاروں افراد نکمے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور جب ان سے پوچھو۔ تو کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ کوئی ملازمت نہیں ملتی۔ کبھی کہدیتے ہیں۔ تجارت کرنا چاہتے ہیں۔ مگر روپیہ نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مسلمان تجارت کرنا نہیں جانتے۔ وہ بڑا سرمایہ چاہتے ہیں۔ نہ انہیں وہ مل سکتا ہے۔ اور نہ کام کر سکتے ہیں۔ لیکن ہندو تھوڑے سے تھوڑے سرمایہ سے تجارت شروع کر دیتے ہیں۔ اور پھر کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو اپنے اس طریق عمل کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اپنا رویہ بدلنا چاہیئے۔ اور ہر حال میں بے کاری سے بچنا چاہیئے۔ میرے نزدیک بیکار رہنا خودکشی کے مترادف ہے۔ کیونکہ ایک سال بھی جو بے کار رہا۔ اسے اگر کوئی عمدہ ملازمت مل جائے۔ تو بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ بے کاری کی زندگی انسان کو بالکل نکما کر دیتی ہے۔ اور کوئی کام کرنے کی ہمت باقی نہیں چھوڑتی۔ اس حالت سے بچنے کے لئے چاہیئے۔ کہ خواہ کوئی بی۔ اے ہو۔ یا ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ہو۔ یا بیرسٹر ہو۔ یا ولایت کی کوئی اور ڈگری رکھتا ہو۔ اگر اسے کوئی ملازمت نہیں ملتی۔ یا حسب منشاء کام نہیں ملتا۔ تو وہ معمولی سے معمولی کام حتیٰ کہ ایک جگہ سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ پھینکنا ہی شروع کر دے۔ لیکن بے کار اور نکما ہرگز نہ رہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھے گا۔ خواہ وہ کام کتنا ہی معمولی ہو۔ تو اس سے امید کی جا سکے گی۔ کہ مفید کام کر سکے گا۔

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے اپنے علاقہ کے احمدیوں کے متعلق تحقیقات کریں۔ کہ ان میں سے کتنے بے کار ہیں۔ اور پھر انہیں مجبور کریں۔ کہ وہ کوئی نہ کوئی کام کیا کریں۔ لیکن اگر وہ کوئی کام نہ کر سکیں۔ تو انہیں قادیان بھیج دیا جائے۔ تاکہ یہاں آکر وہ آنریری کام کریں۔ جب تک یہ حالت نہ ہو۔ کہ ہماری جماعت کا کوئی انسان بے کار نہ ہو۔ اس وقت تک جماعت کی اقتصادی حالت درست نہ ہوگی

مسلمانوں کے بزرگوں کا طریق عمل

کسی شخص کو کوئی کام کرنے میں کسی قسم کی عار نہیں ہونی چاہیئے مسلمانوں میں یہ کتنی خوبی کی بات تھی۔ کہ ان کے بڑے بڑے بزرگوں کے نام کے ساتھ لکھا ہوتا ہے۔ رسی بٹنے والا۔ یا ٹوکریاں بنانے والا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے علماء اور امام عملاً کام کرتے تھے۔ اور کام کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ تجویز کی تھی۔ کہ ایک کلب بنائی جائے۔ جس کا کوئی ممبر راج کا۔ کوئی معمار کا۔ کوئی لوہار کا کام کرے۔ تاکہ اس قسم کے کام کرنے میں جو عار سمجھی جاتی ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں سے نکل جائے۔ اب بھی میرا خیال ہے۔ کہ اس قسم کی تجویز کی جائے۔

دوسروں کی امداد کرو

پھر جہاں میں یہ کہتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کا ہر ایک فرد کام کرے۔ جو بے کار ہے۔ وہ اپنے لئے کام تلاش کرے۔ اگر کوئی اعلےٰ درجہ کا کام نہیں ملتا۔ تو ادنے سے ادنے کام کرنے میں بھی عار نہ سمجھے اگر دوست ایسا کریں۔ تو دیکھینگے۔ کہ جماعت میں اتنی قوت اور طاقت پیدا ہو جائے گی۔ کہ کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا۔ وہاں دوسری طرف میں یہی کہتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے جو لوگ ملازم ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ دوسروں کو ملازم کرائیں۔ جو تاجر ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ دوسروں کو تجارت کرنا سکھائیں۔ جو پیشہ ور ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ دوسروں کو اپنے پیشہ کا کام سکھائیں۔ یہ صرف دنیوی طور پر عمدہ اور مفید کام نہ ہوگا۔ بلکہ دینی خدمت بھی ہوگی۔ اور بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا۔

ایک طریق

ایک طریق کام چلانے کا وہ بھی ہے۔ جو بوہروں میں رائج ہے۔ ان میں سے اگر کوئی بے کار ہو جائے۔ تجارت نہ چلتی ہو۔ اور اس کے پاس سرمایہ نہ ہو۔ تو بوہرے اس طرح کرتے ہیں۔ کہ پنچائت کر کے فیصلہ کر دیتے ہیں۔ فلاں چیز فلاں کے سوا اور کوئی نہ بیچے۔ دوسرے دوکاندار وہ مال اسے دے دینگے۔ مثلاً دیاسلائی کی ڈبیاں ہیں جب یہ فیصلہ کر دیا جائے۔ کہ فلاں کے سوا اور کوئی دیاسلائی کی ڈبیاں نہ بیچے۔ تو جتنے بوہروں کے پاس یہ مال ہوگا۔ وہ سب اس کو دے دیں گے۔ اس طرح اس کا کام چل جاتا ہے۔ مگر اس کے لئے بڑی جماعت کی ضرورت ہے۔ جہاں چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہوں۔ وہ اس طرح کر سکتی ہیں۔ کہ ایک دوکان کھلوا دی جائے۔ اور یہ عہد کر لیا جائے کہ تکلیف اٹھا کر بھی سب کے سب اسی سے سودا خریدیں گے۔ مسلمانوں میں تجارت کبھی ترقی نہ کر سکے گی۔ جب تک وہ اس قسم کی پابندی اپنے اوپر عائد نہ کریں گے۔ ہماری جماعت اگر اس طریق کو چلائے۔ تو بیسیوں لوگ تاجر بن سکتے ہیں۔

قومی نقطۂ نگاہ سے اقتصادی حالت

پھر قومی نقطۂ نگاہ سے بھی اپنی اقتصادی حالت کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق پہلی نصیحت میں نے یہ کی تھی۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ مسلمان اپنی ضروریات کی چیزیں مسلمان دوکانداروں سے خریدیں اور کھانے پینے کی چیزیں جو ہندو کسی مسلمان سے نہیں خریدتے۔ وہ تو قطعاً مسلمانوں کو ہندوؤں سے نہ خریدنی چاہئیں۔ یہ اول درجہ کی بے حیائی ہے۔ کہ وہ چیزیں جو مسلمان کا ہاتھ لگ جانے کی وجہ سے ہندوؤں کے نزدیک ناپاک ہو جاتی ہیں۔ وہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی خرید کر استعمال کریں۔ کئی دوست اس تحریک پر عمل کرتے ہیں۔ مگر کئی نہیں بھی کرتے۔ اور دوسرے مسلمان تو بالکل نہیں کرتے ہماری جماعت کے جو دوست اس پر عمل نہیں کرتے۔ وہ خود عمل کریں۔ اور دوسرے مسلمانوں کو عمل کرنے کی تحریک کریں۔ اور جہاں جہاں مسلمانوں کی دوکانیں نہیں ہیں۔ وہاں احمدیوں کی دوکانیں کھلوا دیں۔ اور ان کی مدد اس طرح کریں۔ کہ ضروریات کی چیزیں۔ انہی سے خریدیں۔

ہوزری کمپنی کی تحریک

دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ مشترک سرمایہ سے کام کیا جائے۔ وہ کام جو افراد نہیں کر سکتے۔ قوم کر سکتی ہے۔ اسی سلسلہ میں میں نے مجلس شوریٰ میں یہ تجویز منظور کی تھی۔ کہ جرابیں وغیرہ بننے کے لئے کمپنی بنائی جائے اس کے کچھ حصے قادیان اور باہر کے لوگوں نے خریدے ہیں۔ لیکن

کام شروع کرنے کے لئے کم از کم ۲۲ ہزار روپیہ ضروری ہے۔ افسوس کہ جماعت نے اس طرف پوری توجہ نہیں کی۔ حالانکہ مجلس مشاورت میں شریک ہونے والے دوست یہ عہد کر کے گئے تھے۔ کہ ہم اس کمپنی کی بنی ہوئی چیزیں خریدیں گے۔ اور میں نے تو یہاں تک کہدیا تھا۔ کہ اگر اس کمپنی کی جرابیں پورے سائز کی نہ ہوں گی۔ تو خواہ وہ کتنی ہی خراب ہوں۔ ہم وہی پہنیں گے۔ اور ان پر اعلیٰ درجہ کی جرابوں کو ترجیح نہ دیں گے۔ تمام جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اس ہوزری فیکٹری کے حصے خریدیں۔ اس رنگ میں عمدگی سے تجارتی کام چلایا جاسکتا ہے۔ ہوزری کے کام کو اس لئے چنا گیا ہے۔ کہ یہ تھوڑے سرمایہ سے چلایا جاسکتا ہے۔ جب یہ تجویز کی گئی تھی۔ اس وقت ۱۲ ہزار سرمایہ کی ضرورت تھی۔ لیکن اب ۲۲ ہزار کی ہے۔ اور اگر اب بھی کام نہ چلایا گیا۔ تو ممکن ہے۔ پھر پچاس ہزار کی ضرورت پیش آئے۔ اگر سرمایہ زیادہ ہو جائے۔ تو اس کام کو اور زیادہ بڑھایا جاسکتا ہے یعنی بنیانیں اور کپڑا بننے کا کام شروع کیا جاسکتا ہے ٭

قومی سرمایہ سے کام جاری کرنے کی ضرورت

اس وقت مسلمانوں میں بیداری کے آثار پائے جاتے ہیں اور وہ اُبھرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہندوؤں نے تجارت کا ایک ایسا حلقہ قائم کر رکھا ہے۔ کہ مسلمان ابھر نہیں سکتے۔ ہماری جماعت کو خدا تعالےٰ نے موقعہ دیا ہے۔ کہ ہم اپنی تنظیم کے ذریعہ ابھر سکتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو سہارا دے کر کھڑا کر سکتے ہیں۔ میری غرض یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو اقتصادی طور پر جو کچلا جا رہا ہے۔ اس کا انسداد ہو جائے۔ مسلمان محفوظ ہو جائیں۔ اور ارتداد کے گڑھے میں نہ گریں اس کے علاوہ کئی ادنےٰ اقوام مسلمان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ مگر وہ کہتی ہیں۔ کام دو۔ ہم کام کہاں سے دیں۔ جب تک قومی طور پر کام شروع نہ کئے جائیں ٭

میں اس کام کی مثال ایسی سمجھتا ہوں۔ جیسے مظہر جان جاناں کا لڈو کھانا تھا۔ ان کے پاس ایک دفعہ بالائی کے لڈو لائے گئے۔ جو بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کے ایک مخلص مرید تھے۔ انہیں انہوں نے دو لڈو دیئے۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد پوچھا۔ تمہیں لڈو دیئے تھے۔ کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ وہ تو میں نے اسی وقت کھا لئے تھے۔ کہنے لگے۔ کیا دونوں کھا لئے۔ انہوں نے کہا۔ اتنے چھوٹے چھوٹے تو تھے۔ ذرا سی دیر میں کھا لئے۔ ان کے کھانے میں کونسی بات تھی۔ انہوں نے کہا۔ کیا تمہیں لڈو کھانا نہیں آتا۔ مرید نے جواب دیا۔ مجھے تو اسی طرح کھانا آتا ہے۔ کہ منہ میں ڈال لیا۔ اور کھا لیا۔ اگر کوئی اور طریق ہو۔ تو آپ بتا دیں۔ انہوں نے کہا۔ اچھا پھر کبھی لڈو آئے۔ تو بتائیں گے۔ ایک دن پھر کوئی مرید لڈو لایا۔ اس پر مظہر جان جاناں نے اس مرید کو بلا کر کہا۔ دیکھو۔ اس طرح لڈو کھانا چاہیئے۔ یہ کہکر انہوں نے رومال بچھایا۔ اور اس پر دو لڈو رکھ کر کہنے لگے۔ غور کرو اس میں کیا کیا چیزیں پڑی ہیں۔ اور پھر ان کو کتنے آدمیوں نے تیار کیا ہے۔ اس لئے کہ مظہر جان جاناں لڈو کھائے۔ سبحان اللہ یہ خدا تعالےٰ کا کتنا بڑا فضل ہے۔ یہ کہکر ایک ذرا سا ٹکڑا منہ میں ڈالا۔ اور پھر خدا تعالےٰ کے احسانات پر تقریر کرنے لگ گئے۔ اسی طرح کرتے رہے۔ کہ اذان ہو گئی۔ اور آپ نماز کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ٭

اس طرح انہوں نے بتایا۔ کہ لڈو کھانا بھی عبادت ہے۔ اگر اسے صحیح طور پر کھایا جائے۔ یعنی لڈو نفس کے لئے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی محبت بڑھانے کے لئے کھانا چاہیئے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ جماعت کی چار دیواری کو ہر طرف سے مضبوط کریں۔ اس کی ایک طرف کی دیوار اقتصادی حالت ہے۔ اسے اگر مضبوط نہ کیا جائے تو سخت نقصان ہو گا۔ فی الحال جو چھوٹا سا کام شروع کرنے کی تجویز ہے۔ اس میں احباب کو شرکت اختیار کرنی چاہیئے۔ جب ہم اس کام میں روپیہ اس نیت سے لگا رہے ہیں۔ کہ جماعت کی طاقت اور قوت بڑھے۔ جو بے کار لوگ ہیں۔ وہ کام پر لگ جائیں۔ مسلمانوں کی اقتصادی حالت درست ہو سکے۔ اچھوت اقوام میں تبلیغ کر سکیں تو انشاء اللہ اس کمپنی کو کسی صورت میں بھی نقصان نہیں ہو گا۔ اور اگر خدانخواستہ مالی لحاظ سے نقصان ہو۔ تو خدا تعالےٰ دوسری طرح اسے پورا کر دے گا۔ بعض لوگ سٹور کے فیل ہونے سے ڈرے ہوئے ہیں۔ مگر وہ منافع کے لئے کام شروع کیا گیا تھا۔ اور اب جو کام شروع کیا جانے والا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو ترقی حاصل ہو۔ اور اقتصادی پہلو سے ان کی حفاظت کر سکیں۔ پھر ترقی کرنے والی قوم کو اس طرح کی باتوں سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ کہ فلاں کام میں نقصان ہو گیا تھا۔ اس قسم کا ڈر ترقی کے رستہ میں بہت بڑی روک ہے۔ انگریزوں نے جب ایسٹ انڈین کمپنی بنائی۔ تو پہلے اس میں گھاٹا پڑتا رہا۔ مگر انہوں نے استقلال کے ساتھ کام جاری رکھا۔ آخر ہندوستان کی بادشاہت انہیں مل گئی ٭

غرض قومی طور پر جو کام شروع کیا جائے۔ وہ گو ابتداء میں معمولی نظر آئے۔ اس میں مشکلات ہوں۔ اس میں نقصان اٹھانا پڑے۔ لیکن اگر قوم ہمت اور استقلال سے اسے جاری رکھے۔ تو آخر کار عظیم الشان نتائج رونما ہوتے ہیں۔ ہماری جماعت کو ایسی ہی ہمت دکھانی چاہیئے ٭

مسلمانانِ کشمیر کی امداد

اقتصادی حالت کی اصلاح کے ماتحت میں ایک اور سوال کو لیتا ہوں۔ وہ مسلمانانِ کشمیر کا مسئلہ ہے۔ میں اس کو بھی سیاسی سوال نہیں۔ بلکہ اقتصادی سوال سمجھتا ہوں۔ کیونکہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ اقتصادی غلامی میں مبتلا ہے۔ اور اگر یہ حصہ اقتصادی طور پر غلام رہے۔ تو اس لحاظ سے مسلمانوں میں کمزوری پائی جائے گی۔ اسی وجہ سے میں نے اس معاملہ میں حصہ لیا۔ ورنہ میں حصہ لینے کا کوئی حق نہ سمجھتا۔ اور آج بھی نہیں سمجھتا ہوں۔ مگر میں نے دیکھا مسلمانوں کی ایک بہت بڑی آبادی اقتصادی غلامی میں مبتلا ہے۔ اسی سلئے میں نے دوستوں کو مسلمانانِ کشمیر کی امداد کی طرف توجہ دلائی۔ اور چندہ دینے کی تحریک کی۔ میں خوش ہوں۔ کہ دوستوں نے توجہ کی۔ اور ڈیڑھ ہزار کے قریب ہندوستان اور بیرون ہند سے ماہوار چندہ آجاتا ہے مگر اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے دس ہزار کے قریب قرض ہو گیا ہے اگر اس وقت کشمیر کے مسلمانوں کی امداد کا کام بند بھی کر دیا جائے۔ تو بھی دس ماہ تک چندہ جاری رکھنا پڑے گا۔ تا کہ قرض ادا ہو جائے۔ مگر ابھی کام ختم نہیں ہوا۔ بلکہ بڑھ رہا ہے۔ اور ابھی کم از کم ڈیڑھ دو سال تک جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کا خاصہ ہے۔ کہ جس کام کو وہ ہاتھ میں لیتی ہے۔ اسے مکمل کر کے چھوڑتی ہے اور اس بات کو ہمارے دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس حد تک اس کام کو مکمل کریں۔ جس حد تک تکمیل کی ضرورت ہے۔

پس میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ دوست نہ صرف اس امداد کو جاری رکھیں بلکہ اسے دوگنی تگنی کر دیں — اور کوشش کریں۔ کہ نہ صرف ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ اس کام کے لئے ماہوار جمع ہو۔ بلکہ دو اڑھائی ہزار تک آمد ماہوار ہو۔ اور دو ڈیڑھ سال تک جاری رہے۔ جب تک کہ وہاں کے لوگ کام کو سنبھالنے کے قابل نہ ہو جائیں۔ اس امداد کو جاری رکھیں ٭

میں نے پہلے بھی بتایا تھا۔ کہ اس کام میں خدا تعالےٰ کا ہاتھ ہے میں نے اپنا ایک رویا بھی سنایا تھا۔ اب چند ہی دن ہوئے۔ میں نے ایک اور رویا دیکھا۔ میں نے دیکھا۔ دروازہ پر آواز دی گئی ہے۔ کہ باہر آئیں ایک ضروری کام ہے۔ جب میں باہر آیا تو دیکھا۔ کہ دروازہ پر شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی۔ اور منشی برکت علی صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کھڑے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ میں ایک پارسل ہے۔ پارسل رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔ اور اوپر مُہریں لگی ہوئی ہیں۔ وہ کاغذات کا بنڈل معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے بڑے ادب سے کاغذات پیش کئے۔ میرا ہی ادب نہیں کیا۔ بلکہ کاغذات کا بھی ادب کیا۔ کہا۔ یہ پارسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعینہٖ راز بھیجا ہے۔ اور اس میں تاکیدی ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ بھی کہ حاجی نبی بخش کو بھی شامل کر لیا جائے ٭

منشی برکت علی صاحب کے سپرد میں نے چندۂ کشمیر کا کام کیا ہوا ہے اس وقت میرا ذہن اس طرف گیا۔ کہ اس پارسل میں کشمیر کے متعلق خاص ہدایات ہیں۔ تو میں اس کام میں خدائی ہاتھ سمجھتا ہوں۔ پہلے جب ایک دفعہ میں نے تقریر کی۔ اور بتایا۔ کہ خدا تعالےٰ کا منشاء ہے۔ کہ کشمیریوں کو آزادی حاصل ہو۔ اور خدا تعالےٰ کا ہاتھ اس کام میں ہے۔ تو ادھر میں نے خطبہ پڑھا۔ اور ادھر کشمیر کے حالات میں سخت خرابی پیدا ہو گئی۔ بڑے زور سے مسلمانوں پر تشدد شروع ہو گیا۔ انگریزی فوجیں ریاست میں داخل ہو گئیں۔ اور حالات نہایت ہی خطرناک ہو گئے۔ اس وقت بعض لوگ حیران ہو گئے۔ کہ اب کیا ہو گا۔ مگر ایک مہینہ کے اندر اندر حالات بالکل بدل گئے۔ اور وہ لوگ جو سختی کرنے والے تھے ریاست سے نکلوا دیئے گئے ٭

پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اپنے اپنے ہاں جا کر اس کام کو پہلے سے [illegible] زیادہ توجہ دیں اور کوشش کریں [illegible] ہزار روپیہ ماہوار [illegible] دو ڈیڑھ سال [illegible] ضرورت ہو گی [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام

جناب مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل کی جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کی تقریر

مضمون کے پہلو

حضرات کرام! مجھے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام کے متعلق میں کچھ عرض کروں ساتھ ہی مجھے یہ بھی ہدایت کی گئی ہے۔ کہ چونکہ یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ جسے آیندہ سالوں میں بھی انشاء اللہ رکھا جائیگا اور کوئی نہ کوئی صاحب اس پر تقریر کیا کریں گے۔ اس لئے اس دفعہ اس عنوان کے صرف ان پہلوؤں پر تقریر ہو۔ کہ علم کلام کی تعریف۔ اس کی غرض بھی بیان کرنے کے بعد یہ بتایا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متقدمین کے علم کلام میں کیا تغیر و تبدیلی فرمائی۔ اور اس تغیر کا اثر ہماری اعتقادی و عملی زندگی پر کیا ہوا۔

ضروری بات

میں اصل مضمون پر کچھ عرض کرنے سے قبل اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ مضمون صداقت مسیح موعود کے عنوان کی ایک شاخ ہے۔ جس طرح جلسہ سالانہ کے تمام مضامین کسی نہ کسی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔ یہ مضمون بھی آپ کی صداقت کے اثبات میں ہی رکھا گیا ہے۔ دنیا میں جس قدر چیزیں ہیں۔ ان کی صداقت و حقانیت پرکھنے کے دو ہی طریق ہوا کرتے ہیں۔ بیرونی اور اندرونی یعنی اول یہ دیکھا جائے۔ کہ بیرونی شہادتیں اس کی حقانیت ثابت کرتی ہیں یا نہیں۔ دوم اندرونی طور پر اس کے اوصاف و کمالات کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اس کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں یا نہیں اسی قاعدہ کلیہ کی بناء پر انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت پرکھی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں جسقدر معیار ہائے صداقت بیان فرمائے ہیں۔ ان پر اگر غور کیا جائے۔ تو وہ انہی دونوں قسموں میں آتے ہیں:

بیرونی شہادت کی پہلی قسم

بیرونی شہادتیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔ اول حالات زمانہ جن کی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً کفر۔ شرک بدعت فسق و فجور کی کثرت اعمالی طور پر ہر قسم کی خرابیاں جن میں امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ سب مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ غرض جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا۔ اس سے دور جا پڑتے ہیں۔ ایسے حالات اپنی وسعت اور کثرت سے یہ ثابت کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ دنیا کی اصلاح فرمائے۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کے حالات کا نقشہ خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے۔ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس

دوسری قسم

دوسری قسم کی بیرونی شہادت امور تعلیمیہ کی ہوتی ہے جو محتاج التشریح والتفسیر ہوتے ہیں۔ یعنی وہ بداعتقادیاں اور وہ غلط تعلیمیں جو کسی قوم میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن کی وجہ سے ایک طرف تو وہ قوم خدا سے دور جا رہی ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف اس مقدس تعلیم کو نہ صرف مخالف بھی قابل اعتراض سمجھتے ہیں۔ بلکہ ماننے والے بھی کہدیتے ہیں کہ ہمیں اس کی حقیقت معلوم نہیں۔ اس وجہ سے ضروری ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ یا تو تعلیم کو نئے پیرایہ میں ظاہر فرمائے۔ یا پھر اس تعلیم کی توضیح و تشریح اور صحیح مطالب بیان فرمائے۔ اس غرض کے لئے خدا تعالیٰ انبیاء مبعوث فرماتا ہے۔ سابقہ تعلیم بوجہ بگڑ جانے۔ یا اس کا صحیح مطلب پوشیدہ ہو جانے کے خود منکر انسان کو یقین دلاتی ہے۔ کہ مصلح و مامور کی ضرورت ہے۔

تیسری قسم

تیسری قسم کی بیرونی شہادات ان امور سے حاصل کی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بغیر نبی کی وساطت کے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ یعنی آسمانی نشانات یا ارضی واقعات۔ مثلاً دمدار ستارہ کا نکلنا سورج و چاند کو گرہن لگنا۔ ریل گاڑی کی ایجاد کتابوں و مطبعوں کی کثرت۔ نہروں کا پھیلنا۔ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتیٰ یتبین لھم انہ الحق

چوتھی قسم

چوتھی شہادت ایسے امور سے حاصل کی جاتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ مگر وہ نبی کی وساطت سے ظہور میں آتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ نبی کو اپنے علم غیب سے بعض واقعات آئندہ کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ پیشگوئی کرتا ہے جو پوری ہو کر خارجی طور پر اس کی صداقت پر دلیل بنتی ہے۔ ایسے واقعات اس کے دوستوں اعزہ و اقرباء کے متعلق ہوں یا مخالفوں کے متعلق یا عام ملکوں اور قوموں کے متعلق قہری نشانات ہوں یا رحمت کے نشانات انکو خارجی شہادت میں اسلئے رکھا گیا ہے۔ کہ ایسے امور کی اطلاع انسانی طاقت سے بالا ہوتی ہے۔ پس وہ امور خارجی طور پر وقوع پذیر ہو کر نبی کی صداقت کو واضح اور روشن کرتے ہیں۔

اندرونی شہادت

اب میں اندرونی شہادتوں کو لیتا ہوں۔ کبھی تو اندرونی شہادات نبی کے اوصاف ذاتیہ بلحاظ اخلاق فاضلہ اور اعمال حسنہ سے حاصل کی جاتی ہیں۔ نبی کی زندگی قبل از دعویٰ اور بعد از دعوےٰ ایسے رنگ میں منکرین کے سامنے آتی ہے۔ کہ اگر وہ تعصب کی نظر سے نہیں۔ بلکہ محققانہ طور پر دیکھیں۔ تو انہیں یقین کرنا پڑے۔ کہ ایسے اخلاق و اعمال کا انسان کبھی کاذب و مفتری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نبی کا ہر خلق اور ہر عمل اپنے اندر ایک زبردست صداقت رکھتا ہے۔ اس لئے بھی کہ وہ اخلاق دنیا سے معدوم ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان کو نئے سرے سے نبی قائم کرتا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ مامور ایسے حالات سے گزر رہا ہوتا ہے۔ کہ دوسرے انسان اگر ان حالات میں سے گزریں۔ تو ان سے وہ اخلاق و اعمال ہرگز ظاہر نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ نٓ والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وان لک لاجرا غیر ممنون۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم۔ فستبصر ویبصرون بایکم المفتون اور حدیث میں بھی آیا ہے۔ ان وجھہ لیس بوجہ کذاب کہ اس کا مونہہ ہی بتا رہا ہے۔ کہ جھوٹوں کا مونہہ ایسا نہیں ہوتا

علوم سماوی

کبھی اندرونی شہادت اس نبی اور مامور کے ایسے کمالات ذاتیہ سے حاصل کی جاتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے معجزہ کے طور پر عطا ہوتے ہیں۔ وہ کمالات ذاتیہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر بطور نشان دیئے جاتے ہیں۔ وہ بھی بعض تو قوت علمیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بعض قوت عملیہ کے ساتھ یہ دونوں قسم کے کمالات متعدد طریق کے ہوتے ہیں۔ بعض حالات زمانہ کے لحاظ سے بدلتے ہیں اور بعض نہیں بدلتے۔ یعنی ہر نبی کو عطا ہوتے ہیں۔ ایسے کمالات میں سے جو ہر نبی کو ملتے ہیں۔ علوم سماوی کا کمال ہے۔ یہ کمالات علوم سماوی کے اپنے اندر کئی درجات اور تقسیمیں رکھتے ہیں۔ ایسے علوم کی ایک شق علم کلام بھی ہے۔ اس کے متعلق میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنے والا ہوں

انبیا کو علوم آسمانی سے حصہ

قرآن شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جب کسی نبی یا رسول کو مبعوث فرماتا ہے۔ تو علاوہ دیگر اقتداری نشانات کے اپنے غیر محدود علم سے بھی حصہ وافر دیتا ہے۔ تا ان علوم کے انکشاف اور اظہار کی وجہ سے دنیا کو معلوم ہو۔ کہ ایسے

علوم چونکہ انسانی طاقت سے بالا ہیں۔ اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ضرور یہ انسان خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا ہے۔ علوم آسمانیہ میں سے بالخصوص صفات الٰہی کا علم ہر نبی کو واضح اور کامل طور پر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اول تو انسان کی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بنے۔ دوم نجات کے لئے کامل یقین کی ضرورت ہے۔ اور کامل یقین بدوں کامل معرفت حاصل نہیں ہو سکتا۔ کامل معرفت کے لئے ضروری ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی صفات کا باریک در باریک علم ہو پس وہی شخص روحانی علوم میں دوسروں کی ہدایت کر سکتا ہے۔ جو ان باتوں میں حصہ وافر رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے قرآن پاک میں جن انبیاء کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے اکثر کے متعلق نام لے کر فرمایا ہے۔ کہ ہم نے ان کو علم عطا کیا تھا۔ چنانچہ فرمایا۔ وعلم اٰدم الاسماء کلھا ہم نے آدم کو سب صفات الٰہیہ کا علم دیا۔ چونکہ یہی علم تمام علوم سے برتر و اعلےٰ ہے۔ اس لئے گویا تمام قسم کے روحانی علوم دینے کا ذکر ہوا۔ ایسا ہی حضرت لوطؑ کے متعلق فرمایا۔ ولوطاً اٰتیناہ حکماً وعلماً حضرت یوسفؑ کے متعلق فرمایا۔ ولما بلغ اشدہ اٰتیناہ حکماً وعلماً وکذالک نجزی المحسنین موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ ولما بلغ اشدہ واستویٰ اٰتیناہ حکماً وعلماً وکذالک نجزی المحسنین (قصص ۲) ان آخری آیتوں میں وکذالک نجزی المحسنین فرما کر یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ یہ انعام یعنے علم لدنیہ کا فیضان دیگر نبیوں پر بھی ہوتا آیا ہے۔ پھر حضرت داؤد و سلیمان علیہم السلام کے متعلق فرمایا۔ ولقد اٰتینا داؤد وسلیمان علماً حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق فرمایا وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیماً ؁

حضرت مسیح موعودؑ اور علوم آسمانی

ایسا ہی خدا تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی حسب ذیل الہام ہوئے۔ (۱) کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فتبارک من علم وتعلم (۲) تنزل علیک اسرار من السماء (۳) وعلمک ما لم تعلم (۴) روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ (۵) یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک کلام افصحت من لدن رب کریم (۶) رب علمنی ما ھو خیر عندک (حقیقۃ الوحی) الرحمٰن علم القراٰن (اربعین ۲ ص طبع دوم)

اس تمہید کا مطلب یہ ہے۔ کہ تمام مامورین الٰہی کو خاص علم سے حصہ دیا جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ حصہ دیا گیا اب میں بتاتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے علم کا دعویٰ بھی فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

”ایک یہ بھی قوت ایمانی کا اسرار حقہ و معارف دینیہ کا ذخیرہ ہے جو اس عاجز کو خدا تعالےٰ کی طرف سے عنایت ہوا ہے۔ پس جو شخص اس عاجز کی تالیفات پر نظر ڈالے گا۔ یا اس عاجز کی صحبت میں رہیگا۔ اس پر یہ حقیقت آپ ہی کھل جائے گی۔ کہ کس قدر خدا تعالےٰ نے اس عاجز کو دقائق و حقائق دینیہ سے حصہ دیا ہے“ (ازالہ اوہام ص ۵)

نیز اربعین ۲ و ۳ دوم میں فرماتے ہیں

”میرا خدا جو آسمان و زمین کا مالک ہے۔ میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں میرا کوئی مقابلہ کر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی میری برابری کر سکے۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں“

حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے متاع اور آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کا علم دیا گیا۔ یعنی خدا تعالےٰ نے آپ کو روحانی علوم سے بھی بہرہ ور فرمایا۔ اور پھر روحانی علوم کو بیان کرنے کے لئے معجزانہ طور پر آپکو قادر الکلام بھی بنایا۔ اور یہ دونوں باتیں ایسی طرز پر آپ کو عطا ہوئیں۔ کہ نہ تو علوم باطنیہ کے جاننے میں۔ اور نہ ان کے بیان کرنے میں کوئی شخص آپ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ بات بھی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی کلام مبارک سے عرض کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

”یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے۔ کہ میں خاص طور پر اللہ تعالےٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں۔ تو میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔ اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو۔ یا اردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے۔ اور میں اس کو لکھتا جاتا ہوں۔ . . . . دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب میں مثلاً ایک لمبی عبارت لکھتا ہوں۔ اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے۔ کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں۔ تب ان کی نسبت اللہ تعالےٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے۔ اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح روح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے۔ اور زبان پر جاری کرتا ہے۔ اور اس وقت میں اپنی حس سے غائب ہوتا ہوں“ (نزول المسیح ص ۵۶ و ۵۷) نیز ص ۵۹ میں فرماتے ہیں

”ہمارا تو یہ دعویٰ ہے۔ کہ معجزہ کے طور پر خدا تعالےٰ کی تائید سے اس انشاء پردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے تا حقائق قرآنی کو اس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں“

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ مبارک میں دعوےٰ پیش کرنے کے بعد اب میں نفس مضمون کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں

علم کلام کی تعریف

متقدمین میں سے اکثر علماء نے علم کلام کی یہ تعریف کی ہے۔ ھو العلم بالعقائد الدینیۃ عن الادلۃ الیقینیۃ (تقریب المرام)

یعنی یقینی اور قطعی دلائل کے ذریعہ عقائد دینیہ کے متعلق جو علم بحث کرے۔ وہ ”علم کلام“ ہے۔ علامہ عضد الدین نے مواقف میں یہ تعریف کی ہے۔ ھو علم یقتدر معہ علی اثبات العقائد الدینیۃ بایراد الحجج ودفع الشبہ (ص ۲۳ مصری) کہ علم کلام ایسا علم ہے۔ جس کی مزاولت سے انسان قادر ہو جاتا ہے۔ عقائد دینیہ کے اثبات پر دلائل وارد کرنے کی وجہ سے اور ازالہ شبہات سے۔

علم کلام کی ضرورت

علامہ تفتازانی اس کی ضرورت یوں بیان کرتے ہیں

کانت الاوائل من العلماء ببرکۃ صحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وقرب العھد بزمانہ وسماع الاخبار منہ ومشاھدۃ الاثار مع قلۃ الوقائع والاختلافات وسھولۃ المراجعۃ الی الثقات مستغنین من تدوین الاحکام وترتیبھا ابواباً وفصولاً وتکثیر المسائل فروعاً واصولاً الی ان ظھر اختلاف الآراء والمیل الی البدع والاھواء وکثرت الفتاوی والواقعات ومست الحاجۃ فیھا الی زیادۃ نظر والتفات فاخذ ارباب النظر والاستدلال فی استنباط الاحکام وبذلوا جھدھم فی تحقیق عقائد الاسلام واقبلوا الی تمھید اصولھا وقوانینھا وتلخیص حججھا براھینھا وتدوین المسائل بادلتھا والشبہ باجوبتھا وسموا العلم بھا فقھاً وخصوا الاعتقادیات بعلم التوحید والصفات تسمیۃ باشھر اجزاءہ واشرفھا بعلم الکلام لان مباحثہ کانت مصدرۃ بقولھم الکلام فی کذا وکذا ولان اشھر الاختلافات فیہ کانت مسئلۃ کلام اللہ تعالیٰ انہ قدیم او حادث ولانہ یورث قدرۃ علی الکلام فی تحقیق الشرعیات کالمنطق فی الفلسفیات ولانہ کثر فیہ الکلام مع المخالفین والرد علیھم ما لم یکثر فی غیرہ ولانہ بقوۃ ادلتہ کانہ ھو الکلام دون ما عداہ کما یقال الاقویٰ من الکلامین ھذا ھو الکلام

(شرح مقاصد ص ۵)

یہی مضمون شرح عقائد نسفی۔ و شرح مواقف میں بھی آیا ہے۔

...یل باتیں ثابت ہوتی ہیں:-
...یں تدوین کرنے کی ضرورت آنحضرت
...زمانہ میں وتھی۔ کیونکہ اس وقت
...تھا۔ نیز مختلف فتاوی کا وجود نہ تھا۔
...تمام سے حالات پیدا ہوگئے۔ یعنی اختلاف آراء۔
...ن طرف میلان طبائع۔ غلط کار مفتیوں کے فتاوی۔ واقعات
...نہ جو امت محمدیہ سے متعلق تھے۔ تو زیادہ غور وفکر اور استدلال کی
حاجت ہوئی۔ تاکہ ایسے قوانین مستنبط کئے جائیں۔ جن کے ذریعہ عقائد
اسلامیہ کو مبرہن کیا جاسکے۔

۳- ان قوانین کا جو حصہ اعمال کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس
کا نام فقہ رکھا گیا۔ اور جو حصہ اعتقادات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔
اس کا نام فقہ اکبر۔ یا علم التوحید والصفات یا علم الکلام رکھا گیا

۴- علم التوحید والصفات نام اس لئے رکھا گیا۔ کہ اس میں
سب سے زیادہ بحث ذات باری وصفات الہیہ کے متعلق کیجاتی ہے

علم کلام نام رکھنے کی وجوہ

یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ علم کلام نام رکھنے کی کئی وجوہ ہیں ۱ اس
لئے کہ اس علم کے مباحث وعنوانات اس فقرہ سے شروع
ہوتے تھے۔ الکلام فی کذا وکذا۔ یا (۲) اس لئے کہ اس علم کلام
میں اکثر اور زیادہ تر بحث اس مضمون پر تھی۔ کہ خدا تعالیٰ کا کلام
قدیم ہے۔ یا حادث۔ بالخصوص قرآن شریف مخلوق ہے یا غیر مخلوق
یا (۳) اس لئے کہ اس علم کے مطالعہ اور اس کی مزاولت سے شرعی باتوں میں
تحقیق کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور انسان شرعی امور میں بحث کرنے پر قادر ہو جاتا ہے
یا (۴) اس لئے کہ اس میں کثرت سے مخالفین کے ساتھ سلسلہ کلام رہا۔ اور
بحث وتمحیص ہوئی۔ کہ دیگر مسائل میں ایسی نہیں ہوئی یا (۵) اس
لئے کہ اس علم کے دلائل اس قدر زبردست ہیں۔ کہ گویا دنیا
میں کلام ہی یہ ہے۔ جیسے عربی زبان میں مضبوط کلام کو کہا
جاتا ہے۔ ھٰذا ھو الکلام جس طرح اردو میں کہتے ہیں۔ بات
تو یہ ہے۔ یا اصل بات تو یہ ہے۔

شرح عقائد نسفی میں دو وجہیں بھی اور بیان کی ہیں۔ ایک یہ
کہ سب سے پہلے جن باتوں کا سیکھنا بچوں پر اوائل عمر میں اور
ماں باپ پر سکھانے کے لحاظ سے فرض ہے۔ وہ زبانی طور پر عقائد
کی باتیں ہی ہوتی ہیں یعنی یہ کہ اللہ ہے اللہ نے ہر اک چیز بنائی
ہے۔ یا اللہ کی یہ کتاب ہے۔ یا اللہ کی نماز ہے وغیرہ ذالک
یا اس لئے کہ چونکہ اس علم کے دلائل کا اکثر حصہ سماعی دلیلوں
سے مؤید ہوتا ہے۔ یعنی قرآن سنت اور اجماع سے۔ اس لئے
یہ علم بوجہ تاثیر قلبیہ کے دل میں دھنس جاتا ہے۔ کلام کلم سے
مشتق ہے۔ اور کلم زخم کرنے کو یا زخم کو کہتے ہیں

علم کلام اسلام سے مخصوص ہے

ان تمام وجوہات تسمیہ سے تین باتیں ثابت ہیں۔ اول یہ کہ
متقدمین نے علم کلام کو محض فرق اسلامیہ سے مخصوص قرار دیا ہے۔
دوسرے مذاہب مدنظر ہی نہیں ہیں۔ دوم بیشتر حصہ اثبات عقائد
کے رنگ میں رکھا ہے۔ تردیدی اور الزامی رنگ میں نہیں ہے سوم
قرآنی دلائل یا سنت واجماع کے دلائل کو سماعی قرار دیا ہے۔ کہ
چونکہ قرآن یہ کہتا ہے۔ چونکہ سنت یہ کہتی ہے۔ یا مسلمانوں کی
شریعت یہ کہتی ہے۔ اس لئے مان لو:

اسی طرح اور بھی بعض باتیں ایسی ہیں۔ جو ان وجوہات سے
ثابت ہوتی ہیں۔ مگر طوالت کے خوف سے میں ان کو نظر انداز
کرتا ہوں۔ اس ساری فروگذاشت کی وجہ صرف یہ ہوئی۔ کہ متقدمین
نے حالات زمانہ کے لحاظ سے جس میں زیادہ تر حصہ اس وقت
کے قومی شاہانہ اقتدار کا تھا مناسب ہی نہ سمجھا۔ یا ان کو واسطہ نہ پڑا
کہ دیگر مذاہب کے ساتھ اس رنگ کی بحث کرتے۔ یا قرآن پاک
کے محاسن اور اسلام کی خوبیاں پبلک میں آتیں

چند نقائص

ان تینوں باتوں کی وجہ سے جو میں اوپر ثابت کر آیا ہوں کئی
قسم کی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ جن میں امت مسلمہ گرفتار ہوگئی۔
اور اعتقادیات کے کمزور بلکہ ناقص علم کلام کی وجہ سے عملیات میں
بے حد غلطیاں واقع ہوئیں۔ مثلاً فرق اسلامیہ کو ہی مخصوص کر لینے
اور دیگر مذاہب سے قطع نظر کر لینے کی وجہ سے بڑے بڑے چند
ایک مندرجہ ذیل نقائص لازم آئے:-

اول :- تمام سابقہ کتب الہامیہ پر قرآن پاک کی افضلیت
واکملیت کا مضمون مع اپنی تمام جزئیات کے نظر انداز ہوگیا

دوم :- اسلامی عقائد اور اسلامی اعمال کا فلسفہ بمقابلہ دیگر
مذاہب کے عقائد و اعمال کے نظر انداز ہوگیا

سوم :- تمام انبیاء کے مقابل پر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی فضیلت کا مضمون بھی رہ گیا۔

چہارم :- امت مسلمہ کا اولین فرض جس کی وجہ سے وہ کنتم
خیر امتہ کی مصداق تھی۔ کما حقہ ادا نہ ہوا۔ اور تمام کوشش
اندرونی فرقوں تک محدود رہی۔ وسیع میدان ہاتھ سے جاتا رہا

پنجم۔ چونکہ علم کلام میں اشرف واعلیٰ چیز بحث توحید وصفات
الہٰی کا مضمون ہوتی ہے۔ اس لئے غیر مذاہب کو مدنظر نہ رکھنے
سے اس مضمون کی خوبیاں بھی پس پردہ رہیں۔ ساتھ ہی بوجہ
عدم توجہ کے خود متقدمین کی معرفت بھی اس مقام تک نہ پہنچی۔
جہاں پر ان لوگوں کی معرفت پہنچی۔ جنہوں نے دیگر مذاہب کے ساتھ
مناظرات کرنے میں صفات الہیہ پر غور وفکر کیا۔ کیونکہ کامل معرفت
کے لئے صفات الہیہ کا پورا علم ہونا ضروری ہے (میری مراد متقدمین
سے وہ لوگ ہیں۔ جو ان علوم کو مدون کرنے والے ہیں۔)

غرضیکہ اسلام کے محاسن جو غیر مذاہب کے مقابل پر تھے
وہ سب کے سب نظر انداز ہوگئے:

الزامی جواب دینے کی ضرورت

ایسا ہی محض اثباتی رنگ دے لینے سے اور الزامی رنگ
لینے سے بھی بہت سے نقائص پیدا ہوگئے۔ میں ان کا ذکر کرنے
کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مبارک
سے الزامی رنگ میں جواب دینے کی ضرورت والی عبارت ہدیہ ناظرین
کر دیتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"یہ بات بھی نہایت پختہ تجربہ سے ثابت ہے۔ کہ اس
زمانہ کے مخالفین اسلام کی یہ عادت ہو رہی ہے۔ کہ جب تک اپنے
اصول مسلمہ کو باطل اور خلاف حق نہیں دیکھتے۔ اور اپنے مذہب
کے فساد پر مطلع نہیں ہوتے۔ تب تک راستی اور صداقت دین
اسلام کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور گو آفتاب صداقت دین
الٰہی کا کیسا ہی ان کو چمکتا نظر آوے۔ تب بھی اس آفتاب سے
دوسری طرف مونہہ پھیر لیتے ہیں۔ پس جبکہ یہ حال ہے۔ تو ایسی
صورت میں دوسرے مذاہب کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ دیانت اور
امانت اور پوری ہمدردی کا یہی مقتضا ہے۔ جو ضرور ذکر کیا جائے۔
اور ان کے اوہام کے مٹانے اور ان کے عقائد کے بطلان ظاہر کرنے
میں کسی طرح کی فروگذاشت اور کسی طور کا اخفا نہ رکھا جائے۔ بالخصوص
جبکہ وہ لوگ ہماری دانست میں صراط مستقیم سے دور اور مہجور ہیں۔ اور
اپنے سچے دل سے ان کو خطا پر سمجھتے ہیں۔ اور ان کے اصول کو حق
کے برخلاف جانتے ہیں۔ اور ان کا انہیں عقائد پر اس عالم فانی
سے کوچ کرنا موجب عذاب عظیم یقین رکھتے ہیں۔ تو پھر اس صورت
میں اگر ہم ان کی اصلاح سے عمداً چشم پوشی کریں۔ اور ان کا گمراہ
ہونا۔ اور دوسرے لوگوں کو گمراہی میں ڈالنا دیدہ دانستہ روا رکھیں
تو پھر ہمارا کیا ایمان اور کیا دین ہوگا۔ اور ہم اپنے خدا کو کیا جواب
دیں گے۔" (براہین اول صفحہ ۸۵)

اس عبارت سے واضح ہوگیا۔ کہ الزامی رنگ میں دفاعی پہلو کو
مدنظر نہ رکھنے میں خود اپنی ذات میں کیا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔
اور دوسرے لوگوں کے فہم و توجہ میں کیا روک پیدا ہوتی ہے

قرآنی دلائل کو سماعی قرار دینے کے نقصانات

تیسری بات جو وجوہ تسمیہ سے ثابت ہوتی ہے۔ اور
جس نے عظیم الشان نقصان پہنچایا ہے۔ یہ ہے کہ انہوں نے
قرآنی دلائل کو سنت اور اجماع کی باتوں کی طرح سماعی دلائل
قرار دیا۔ اور ان کو ایسے رنگ میں پیش کیا۔ کہ قرآن یہ
کہتا ہے۔ اس لئے مان لو سنت میں ایسا آیا ہے۔ اس لئے مان لو
اکثریت ایسا کہتی ہے۔ اس لئے مان لو۔ یہ بات جس قدر نقصان دہ ہے
اور عقائد و اعمال پر جس قدر برا اثر ڈالتی ہے۔
وہ آپ لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ میں اس کی
تفصیل میں بھی نہیں جاتا۔ صرف چند موٹی موٹی باتوں
کو لیتا ہوں:

اول - یہ کہدینا کہ قرآن یا سنت یا اجماع کہتا ہے اس لئے مان لو - اس کے معنی یہ ہیں - کہ اپنی عاجزی اور درماندگی کا اعتراف کیا جائے - گویا معقولی و استدلالی طرز ایسا کمزور ہے - کہ اب اور کوئی دلیل منوانے کی ہمارے پاس نہیں صرف یہی ایک ڈنڈا ہے کہ بس قرآن کہتا ہے اس لئے مان لو -

دوئم - یہ کہنے والا غیر مذاہب کے مقابلہ میں بالکل کچا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ احمدیوں کے سوا دوسرے علماء غیر مذاہب کے مقابلہ میں ناکام رہتے ہیں - وہ نہ تو غیر مذاہب کی کتب دیکھیں - اور نہ ہی قرآن سے استنباط کر سکیں اس لئے نہ دلائل عقائد کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے اعتراضات کے جوابات دے سکتے ہیں - ان میں سے اگر کوئی کسی غیر کا مقابلہ کرے گا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے یا آپ کے خلفا یا آپ کے غلاموں کی بتائی ہوئی کتابوں سے مدد لے کر - غیر احمدی علماء نے سیکھا ہی یہی اور پڑھا ہی یہی اور عمل بھی اسی پر کیا کہ جب کوئی جواب نہ بن آیا - تو کہدیا قرآن میں یوں لکھا ہے - مگر غیر مذاہب والوں کو یہ دلیل کیونکر مطمئن کر سکتی ہے - جبکہ وہ قرآن شریف کو ہی نہیں مانتے - ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت مسلمہ دوسروں کے آگے سرنگوں ہو گئی - اور ایک کافی حصہ دوسرے مذاہب کا شکار ہو گیا -

دوئم - یہ کہ ایسا شخص اسلامی عقائد و اعمال کا فلسفہ ہرگز نہیں بیان کر سکتا - پس روحانیات میں نہ وہ خود ترقی کر سکتا ہے اور نہ اپنے معتقدوں کی روحانی ترقی کا باعث ہو سکتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اس علم کلام کو پڑھنے والے روز بروز روحانیات اور فلسفہ احکام سے بے خبر و بے بہرہ ہوتے گئے - اور وہی حدیث ان کے حق میں ثابت ہوئی - کہ اتخذ الناس رؤساً جھالا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا - ایسے مولویوں کے اس کلام کا یہ نتیجہ نکلا - کہ لوگ دین کو ہوا سمجھنے لگے اور بار گراں خیال کرنے لگے اور آہستہ آہستہ اس سے دل ہٹا کر بالکل بے دین ہو گئے

سنت اور حدیث کے بارہ میں غلطی

ایسا ہی سنت کے بارہ میں یہ غلطی کی گئی کہ اس سے حدیث مراد لی گئی - دوئم عقائد کی بنیاد احادیث پر رکھی سوئم حدیث قرآن پر حکم قرار دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ غلط اعتقادات اختیار کئے گئے - میں اس تمام قضیے کی ایک مثال دیتا ہوں جس سے واضح ہو گا کہ اس قسم کے علم کلام نے کیا اندھیر مچایا اور کیا کچھ نقصان پہنچایا - وانما احتاج المفسرون الی تاویل الوفاۃ بما ذکر لان الصحیح ان اللہ تعالیٰ رفعہ من غیر وفاۃ کما رجحہ کثیر من المفسرین واختارہ ابن جریر الطبری ووجہ ذالک انہ قد صح فی الاخبار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزولہ وقتلہ الدجال (فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۹)

حیات مسیح کا عقیدہ کس طرح پیدا ہوا

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ حیات مسیح کا وہ غلط عقیدہ جس سے صفات الٰہیہ پر اعتراض پڑتا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق باللہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے - توحید الٰہی میں شکوک پیدا ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام پر سخت حملے رہتے ہیں وہ عقیدہ محض اس وجہ سے اختیار کیا گیا کہ احادیث میں نزول کا لفظ آیا ہے اکثر مفسروں نے اس نزول کے لفظ سے ہی زندگی سمجھی اسی بناء پر قرآنی الفاظ کی تاویل کی۔

حضرت مسیح موعود کا پیش کردہ علم کلام

اگر علم کلام کے موجد تمام باتوں کی بنیاد قرآن شریف پر رکھتے اور غور کرتے تو انہیں خود قرآن پاک سے ہی معلوم ہو جاتا کہ قرآن شریف ہی تمام علوم کا منبع ہے اور اس میں ہر قسم کے دلائل ہیں - قرآن شریف مخالفین کے شبہات دور کرنے کے لئے اگر ایک طرف تیز تلوار ہے تو دوسری طرف ایمان و یقین کا مرکز ہے

ایسا ہی اگر سنت کی تعریف احادیث سے نہ کرتے بلکہ سنت سے مراد عملی تواتر کو لیتے اور اس تعریف کو اختیار کرتے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے تو ہرگز ایسی ٹھوکریں نہ کھاتے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے علم کلام والوں کے متعلق فرمایا ہے -

"پس ایسے لوگ کیونکر خطرات لغزش سے محفوظ رہ سکتے ہیں جو قرآن کریم کی خوبیوں سے ناواقف اور بیرونی اعتراضات کے دفع کرنے سے عاجز اور کلام الٰہی کے حقائق اور معارف عالیہ سے منکر ہیں - بلکہ اس زمانہ میں ان کا وہ خشک ایمان سخت معرض خطر میں ہے اور کسی ادنیٰ ابتلاء کے تحمل کے قابل نہیں ہے خدا تعالیٰ پر اسی شخص کا ایمان مستحکم ہو سکتا ہے جس کا اس کی کتاب پر ایمان مستحکم ہو اور اس کی کتاب پر تبھی ایمان مستحکم ہو سکتا ہے کہ جب بغیر حاجت منقولی معجزات کے کہ جو اب آنکھوں کے سامنے بھی موجود نہیں ہیں خود خدا تعالیٰ کا پاک کلام اعلیٰ درجہ کا معجزہ اور معارف و حقائق کا ایک ناپیدا کنار دریا نظر آوے پس جو لوگ ایک مکھی کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس میں بے شمار عجائبات قدرت قادر ایسی موجود ہیں کہ کوئی انسان خواہ وہ کیسا ہی فلاسفر اور حکیم ہو ان کی نظیر نہیں بنا سکتا اور ایک جو کی نسبت تو ان کو یہ اعتقاد ہے کہ اگر تمام دنیا کے حکیم قیامت کے دن تک اس کی عجائبات اور خواص مخفیہ کو سوچیں تب بھی یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے وہ تمام خواص دریافت کر لئے ہیں لیکن یہی لوگ مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کی ذریت کہلا کر قرآن کریم کی نسبت یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ بجز موٹے الفاظ اور سرسری

مسئلہ خلا[فت]

بانی سلسلہ کی وفات کے بعد اختلافات کا ظہور

مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل کی تقریر کا بقیہ حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے فتنہ پرداز

ایک وجہ اختلافات کی میں نے یہ بھی بیان کی تھی کہ بعض شقی القلب جو دلائل اور براہین سے بانی سلسلہ کی تعلیم کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ دوستی کے لباس میں دشمن بن کر ظاہر ہوتے ہیں منافق ہو کر موافقت ظاہر کرتے ہیں - اور اس طرح سلسلہ کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے ہیں - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عثمان کے زمانہ میں ایسا ہی ہوا - چونکہ اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ تھی - اور گلہ بان کی موجودگی میں بھیڑیے کا حملہ ناممکن - اس لئے بعض بدباطنوں نے یہ تجویز کی - کہ خلافت کو مٹا دیا جائے اور اس سلک اتحاد کو توڑ دیا جس میں تمام عالم اسلامی پرویا گیا تھا - تاکہ مسلمان اتحاد کی برکتوں سے محروم ہو کر دشمنوں کا آسانی سے شکار ہو سکیں - چنانچہ ایک سیاہ دل جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا جو یہودی اور اسلام کا دل سے سخت دشمن تھا - ظاہراً مسلمان ہو گیا - اس نے فتنہ پردازی کے لئے تمام اسلامی صوبوں کا دورہ کیا - ۳۳ سنہ ہجری میں حکیم بن جبلہ کے پاس بصرہ میں ٹھہرا - حکیم کو اس کی شرارتوں کے سبب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے نظر بند کر دیا گیا تھا - وہ خفیہ خفیہ اسلام اور اسلامی حکام کے متعلق دینی منصوبے کرتا رہتا - عبداللہ بن سبا نے اس کے ساتھ مل کر کچھ اور آدمیوں کو شریک کر کے ایک خفیہ پارٹی قائم کی - اتنے میں والئے بصرہ کو عبداللہ بن سبا کا علم ہو گیا - وہاں سے اس کو جلاوطن کر دیا - یہ وہاں سے نکل کر کوفہ آیا اور وہاں بھی ایک جماعت اسی مطلب کے لئے تیار کی - اس کے بعد شام کی طرف روانہ ہو گیا - مگر وہاں سے کامیابی نہ ہوئی وہاں سے یہ مصر پہنچا - مصر کے لوگوں نے چونکہ تھوڑے عرصہ سے ہی اسلام قبول کیا تھا - ان کو اسلامی تعلیم سے واقفیت کم تھی - نیز مکہ کرمہ یعنی مدینہ سے وہ بہت دور تھے - اس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ وہ سادہ لوگ کثرت کے ساتھ فریب میں آ گئے - اور اس نے بھی اپنے اس مقصد کے لئے مصر میں قیام زیادہ مناسب سمجھا - علاوہ اس کے ایک اور

گروہ تھا جو فتنہ پیدا کر رہا تھا اور اس کا سرگردہ حمران بن ابان تھا اس شخص نے عدت کے اندر ایک عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ جس کے باعث اسے بطور سزا مدینہ سے جلا وطن کر کے بصرہ بھیجدیا گیا تھا وہاں اس نے باقاعدہ خفیہ منصوبے شروع کر دئے۔ عبداللہ بن سبا نے جو مصر میں تھا۔ خط وکتابت اور آدمی بھیج کر فتنہ پردازی شروع کر دی۔ اس نے تجویز یہ کی کہ ہر صوبہ کے آدمی جو اس کے ہم خیال ہیں۔ دوسرے صوبہ کے لوگوں کو اپنے صوبہ کے متعلق خط لکھیں۔ کہ یہاں بڑا ظلم ہو رہا ہے حکام سخت بے انصافی کرتے ہیں۔ ہم بڑے دکھوں میں ہیں۔ چنانچہ مصر کے لوگ بصرہ کے لوگوں کو اور بصرہ کے لوگ کوفہ کے لوگوں کو اور کوفہ اور بصرہ والے مصر کے لوگوں کو خطوط کے ذریعہ اپنے حکام سے بدظن کرتے۔ کہ ہر صوبہ کے یہ لوگ آپس میں کہتے۔ ہم تو آرام میں ہیں مگر دوسرے صوبہ کے لوگوں پر بڑے بڑے مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ اس طرح حضرت عثمان رضہ اور ان کے مقرر کردہ حکام کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کرنے لگے۔

آخر عوام الناس جو سادہ لوح تھے۔ مرکز سے کم تعلق تھا۔ خلیفہ وقت سے ناواقفیت تھی۔ وہ ان کے پھندے میں آنے لگے دوسری طرف اس سیاہ باطن نے کچھ اور آدمی مقرر کئے اور ان کو کہا۔ کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر شروع کر دو۔ لوگ اس سے تمہاری طرف مائل ہو جائیں گے۔ اور تم کو اپنے خیالات کے پھیلانے کا اچھا موقعہ مل جائیگا۔ چنانچہ طبری میں اس کے یہ الفاظ آئے ہیں کہ اظہروا الامر بالمعروف والنھی عن المنکر تستمیلوا الناس وادعوھم الی ھذا الامر۔

کوفہ کے لوگوں کی سرکشی

آخر یہ فساد خیالات سے ترقی کر کے عمل کی طرف لوٹا کوفہ کے لوگوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت عثمان رضہ کے مقرر کردہ گورنروں کو موقوف کر دیا جائے چنانچہ کوفہ کے گورنر کے خلاف انہوں نے شور برپا کر دیا وہاں کے گورنر حضرت سعید بن عاص رضہ کو جب علم ہوا۔ تو انہوں نے کہا شور مچانے کی کیا ضرورت ہے حضرت عثمان رضہ کے پاس خط لکھ کر کسی اور گورنر کے لئے درخواست کر دو۔ ان کی درخواست پر ابو موسیٰ اشعری گورنر بنائے گئے۔ مگر چونکہ ان لوگوں کی غرض خلافت کو مٹانا تھا اس لئے وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے۔ آخر انہوں نے یہ منصوبہ کیا۔ کہ کچھ لوگ خود مدینہ جائیں۔ خلیفہ پر اعتراض کریں۔ جب وہ واپس آئیں تو لوگوں میں مشہور کر دیا جائے۔ کہ ہم نے یہ امور خود خلیفہ سے دریافت کئے۔ مگر وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ اس طرح جب لوگ سرکشی کے لئے اچھی طرح تیار ہو جائیں۔ تو حج کے بہانہ لوگ روانہ ہوں۔ اور مدینہ پر حملہ کر کے خلیفہ سے اول تو یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ خلافت سے معزول ہو جائیں اور اگر وہ نہ مانیں تو قتل کر دئے جائیں۔

کوفہ کے مفسد مدینہ میں

اس منصوبہ کے ماتحت کچھ لوگ روانہ ہوئے۔ حضرت عثمان کو جب ان کے آنے کا علم ہوا۔ تو انہوں نے ان کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی دو آدمی بھیج کر آمد کے اغراض دریافت کئے۔ انہوں نے اپنے اعتراضات بتا دئے۔ آخر حضرت عثمان نے ان کو مسجد میں بلوایا اور مدینہ کے لوگوں کو بھی جمع کیا۔ پھر وہ ساری باتیں جو ان کے خلاف پیش کی گئی تھیں۔ ان کے جواب دئے اور ساتھ ہی مدینہ والوں سے تصدیق کرائی انہوں نے حضرت عثمان کے جوابات کی تصدیق کی اور ساتھ ہی کہا۔ یہ لوگ واجب القتل ہیں۔ مگر حضرت عثمان نے فرمایا۔ نرمی اچھی ہے ان کو واپس جانے دیا جائے۔

حج کے بہانہ سے مدینہ پر حملہ

جب یہ لوگ واپس گئے تو انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ اب حج کے بہانہ سے چلو۔ اور یکلخت مدینہ کو گھیر کر حملہ کر دو۔ چنانچہ مصر۔ بصرہ۔ کوفہ سے یہ فتنہ پرداز لوگ حج کے بہانے سے نکلے۔ لوگ راستے میں ان کی اس لئے خاطر ومدارات کرتے کہ یہ حج کو جا رہے ہیں۔ مگر بعض موقعہ پر ان کے منہ سے وہ ارادہ جس کے لئے وہ نکلے تھے۔ ظاہر ہو گیا۔ جس کا علم ان کے مدینہ پہنچنے سے پہلے حضرت عثمان اور مدینہ والوں کو ہو گیا۔ مدینہ کے لوگ۔ اور مدینہ کے اردگرد جو صحابہ رہتے تھے۔ وہ مسلح ہو کر مدینہ میں آ گئے۔ جنہوں نے مفسدوں کو مدینہ میں داخل ہونے سے منع کیا مگر ان کے دو تین آدمی مدینہ میں حضرت علیؓ۔ طلحہ رضہ۔ زبیرؓ اور امہات المومنین کے پاس اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے گئے۔ انہوں نے ان کو دھتکار دیا اور سب نے بالاتفاق کہا کہ تم لوگوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت ڈالی ہے یہاں سے دور ہو جاؤ۔

آخر جب انہوں نے دیکھا کہ یہ وار خالی گیا ہے۔ تو انہوں نے حضرت عثمان سے کہا۔ کہ ہم تو بعض عمال کی تبدیلی کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ مدینہ میں سوائے صحابہ کے۔ اور جو لوگ بیٹھے یونہی وظیفے لے رہے ہیں۔ ان کے وظیفے بند کئے جائیں۔ انہوں نے کہا۔ مصر کا گورنر تبدیل کر دیا جائے۔ حضرت عثمان نے دریافت کیا۔ اس کی بجائے تم کس کو چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا محمد بن ابی بکر کو۔ آپ نے ان کو وہاں کا گورنر بنا کر بھیجنے کا حکم جاری کر دیا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت

جب یہ لوگ واپس آئے۔ تو انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ اب اگر ذرا بھی دیر ہوئی۔ تو تمام لوگوں کو ہمارے حالات کا علم ہو جائیگا۔ اور ہم اپنے مقصد میں ناکام رہیں گے۔ اس لئے چند دن کا وقفہ ڈالکر اچانک مدینہ کا محاصرہ کر کے اپنے مقصد کو پورا کرنا چاہیئے۔ ادہر انہوں نے واپس ہوتے ہوئے یہ تجویز کی۔ ادہر مدینہ میں جو مسلمان ان کے مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ وہ اس لئے واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔ کہ اب جمع ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ آخر کچھ دنوں کے وقفہ کے بعد یہ سب لوگ یعنی مصر کوفہ اور بصرہ والے حملہ آور ہوئے اور یکلخت مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ ہر ایک اپنے اپنے گھر میں بند رہے۔ یہ حادثہ ہائل دردناک حادثہ تو لمبا ہے۔ جسے وقت کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے مختصر کرتا ہوں۔ انہوں نے نہایت بے رحمی کے ساتھ پہلے حضرت عثمان کے گھر پانی جانا بند کر دیا پھر موقعہ پا کر جبکہ آپ تلاوت قرآن کر رہے تھے۔ قرآن پرے پھینک کر اس عدل وانصاف کے مجسمہ کو نہایت بے رحمی سے شہید کر دیا اس کے بعد اعلان کر دیا۔ کہ جو کچھ آپ کے گھر میں ہے سب لوٹ لو یہاں سے فارغ ہو کر بیت المال کیطرف گئے۔ اسے لوٹا۔ ادھر تو یہ شکایت حضرت عثمان رضہ کے خلاف کرتے تھے۔ کہ وہ بیت المال کا روپیہ صحیح طور پر خرچ نہیں کرتے اپنے رشتہ داروں کو دیدیتے ہیں۔ ادہر انہوں نے خود یہ کیا۔ کہ بیت المال کا قفل توڑ کر سب کچھ لوٹ لیا۔ اور دو دن لوٹ کا بازار خوب گرم رکھا۔ پھر انہوں نے حضرت عثمان رضہ کی لاش کو پاؤں میں روندا۔ اور دفن نہ کرنے دیا۔

حضرت علی رضہ کی خلافت

جب ان باغیوں کا جوش کچھ کم ہوا۔ تو ان کو خیال آیا۔ کہ حضرت معاویہ زبردست طاقت رکھتے ہیں۔ وہ ہم سے ضرور بدلہ لیں گے۔ اور بعض کو حضرت عائشہ رضہ اور طلحہ وزبیر کا خیال آیا۔ بعض نے حضرت علی رضہ کا خیال کیا۔ غرض ان میں سے کچھ حضرت معاویہ کے پاس چلے گئے۔ کچھ مکہ میں حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر کے پاس چلے گئے۔ اور کچھ حضرت علی رضہ کے پاس۔ انہوں نے جا کر واویلا کرنا شروع کر دیا۔ کہ دیکھو کیسا غضب ہو گیا حضرت عثمان شہید ہوئے اور ان کا کوئی قصاص نہ لیا جائے۔ اس پر حضرت عائشہ قصاص کے لئے آمادہ ہو گئیں۔ ادھر مدینہ میں صحابہ نے حضرت علی رضہ کو مجبور کیا۔ کہ پہلے آپ خلافت قبول کر لیں۔ تا کہ سلک اتحاد قائم ہو جائے۔ پھر قصاص لیا جائے۔ حضرت علی رضہ کو یہ خیال تھا۔ کہ بعض لوگ مجھ پر الزام لگائیں گے۔ کہ تم نے ہی خلافت کے حصول کے لئے عثمان کو قتل کرایا۔ تاہم انہوں نے خلافت کو محض اسلام کی حفاظت کے لئے قبول کر لیا۔ اور یقیناً اگر آپ قبول نہ کرتے۔ تو جو صدمہ اسلام کو چار سو سال بعد پہونچا تھا۔ اس وقت پہونچ جاتا۔ آخر حضرت علی رضہ کا گروہ حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر کے گروہ سے جب مقابل ہوا۔ تو حضرت علی نے لوگوں کو سمجھایا۔ اور وہ سمجھ گئے۔ چنانچہ انہوں نے لڑائی کا ارادہ فسخ کر دیا۔ مگر وہی باغی جو دونوں طرف تھے۔ انہوں نے سمجھا۔ اگر صلح ہو گئی۔ تو ہماری خیر نہیں۔ اس لئے انہوں نے رات کو ایک دوسرے کے لشکر پر شبخون مار کر آپس میں سخت فساد کرا دیا۔ اور اس کے بدلے میں سینکڑوں صحابہ غلط فہمی سے شہید ہو گئے

خوارج کا گروہ

ادھر حضرت معاویہؓ کے پاس جو لوگ بھیجے تھے۔ انہوں نے وہاں فتنہ برپا کر رکھا تھا۔ حضرت علیؓ کا لشکر جب معاویہؓ کے لشکر کے مقابل ہوا۔ اور صلح کی ایک صورت پیدا ہونے لگی۔ تو حضرت علیؓ میں جو باغیوں کا ایک گروہ تھا۔ انہوں نے اعلان کر دیا۔ کہ خلافت کی ضرورت ہی نہیں۔ خدائی احکام موجود ہیں۔ باقی رہا انتظام مملکت اس کو ایک انجمن کے ماتحت کر دینا چاہیے۔ چنانچہ یہ لوگ الگ ہو گئے اور خوارج ان کا نام پڑا۔ یہ ایسی ہی آواز تھی جیسی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مقابلہ پر غیر مبائعین نے بلند کی تھی۔

حضرت علیؓ کی شہادت

آخر باغیوں نے یہ منصوبہ کیا۔ کہ بڑے بڑے با اثر لوگوں کو خفیہ قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت علیؓ حضرت معاویہ و عمرو بن عاص کے قتل کے لئے تین آدمی نکلے۔ حضرت معاویہ او عمرو بن عاص کے قاتل تو ناکام رہے۔ لیکن حضرت علیؓ کا قاتل صبح کی نماز کے وقت جب آپ نکلے۔ تو اس نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سخت زخمی کر دیا۔ کہ اے علی تیرا یہ حق نہیں۔ کہ تیری ہر بات مانی جایا کرے۔ بلکہ یہ حق صرف اللہ کو ہے۔

ضرورت خلافت

یہ سارا فتنہ جو اٹھا یہی ثبوت ہے اس بات کا کہ خلافت کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ فتنہ کے بانیوں نے اسی لئے فتنہ اٹھایا کہ انہوں نے سمجھ لیا جبتک مسلمانوں کے اندر خلافت کا سلسلہ قائم رہے گا۔ تب تک کوئی طاقت انکو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اس لئے خلافت کو مٹاؤ۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگ جو ان کے دام میں پھنس گئے وہی تھے۔ جو مرکز میں کم آتے۔ جنکو اسلامی تعلیم سے بے خبری تھی۔ جو خلیفہ وقت کے حالات سے ناواقف تھے۔ پس ہم احمدیوں کو چاہئیے کہ ان حالات سے عبرت حاصل کریں۔ یہی حالات ہمارے اندر کسی وقت پیدا ہو سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ایک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ ”یہ وہ فتنہ تھا جس نے مسلمانوں کے ۷۲ فرقے نہیں۔ بلکہ بہتر بہتر ارفرقے بنا دئیے مگر اس کی وجہ وہی ہے جو میں نے کئی دفعہ بتائی ہے کہ وہ لوگ مدینہ میں نہ آتے تھے ان باتوں کو خوب ذہن نشین کر لو۔ کیونکہ تمہاری جماعت میں بھی ایسے فتنے ہونگے جن کا علاج یہی ہے کہ تم بار بار قادیان آؤ اور صحیح صحیح حالات سے واقفیت پیدا کرو میں نہیں جانتا کہ یہ فتنے کس زمانہ میں ہونگے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ ہونگے ضرور۔ لیکن اگر تم قادیان آؤ گے اور بار بار آؤ گے تو ان فتنوں کے دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے پس تم اس بات کو خوب یاد رکھو اور اپنی نسلوں در نسلوں کو یاد کراؤ تاکہ اس زمانہ میں کامیاب ہو جاؤ صحابہ کی دردناک تاریخ سے فائدہ اٹھاؤ اور وہ باتیں جو ان کیلئے مشکلات کا موجب ہوئیں ہیں۔ ان کے انسداد کی کوشش کرو۔ فتنہ اور فساد پھیلانے والے ...

وصیتیں

نمبر 3636 :۔ میں چراغ الدین ولد چوہدری جلال الدین قوم راجپوت عمر تقریباً ۳۵ سال ساکن موضع سلیم پور ڈاکخانہ پٹی تحصیل وضلع ہوشیارپور حال وارد ریلوے سٹیشن مٹھ ٹک نزد سرگودہا ضلع شاہ پور آج مورخہ $\frac{3}{32}$ ۱۱ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مندرجہ ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری زمین مزروعہ تقریباً ۵ بگھہ موضع سلیم پور میں بشراکت برادر خورد مسمی امیر علی خان ہے جس کی زراعت کا فائدہ ہم دونوں کی رضامندی سے تا حین حیات ہماری والدہ اٹھا رہی ہے۔ اور اس کی حین حیات تک ہم دو برادران زمین وغیرہ کا فائدہ حاصل کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ دو قطعات باغات واقعہ موضع سلیم پور بشراکت برادر خورد جن میں سے باغ کلاں $\frac{1}{2}$ ہم ہر دو برادران کا ہے۔ اور دوسرے باغ میں سے $\frac{1}{5}$ حصہ ہم ہر دو برادران کا ہے۔ ایک مکان خام واقع سلیم پور بشراکت برادر خورد ہے۔ اور ایک حویلی مال مویشی باندھنے کی بشراکت برادر خورد ہے مذکورہ بالا جائداد کا $\frac{1}{10}$ حصہ جو میرے حصہ کا ہو۔ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد مذکورہ جائداد جو میرے حصہ کی ہو۔ یا اس کے علاوہ جو میں اور پیدا کروں۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اگر میں حصہ $\frac{1}{10}$ کی قیمت یا اس کے کسی حصہ کی قیمت اپنی حین حیات میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو وہ جائیداد میں سے منہا کر دی جائے گی۔ علاوہ اس کے اس وقت میری موجودہ آمدنی جس پر میرا گزارہ ہے مبلغ ۱۰/۳۸۰ روپے ماہوار ہے۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی بھی میں وصیت کرتا ہوں۔

العبد موصی چراغ الدین بقلم خود

گواہ شد۔ محمد عبد اللہ بوتالوی اہلمد محکمہ نہر دفتر سپرنٹنڈنگ سرگودہا گواہ شد۔ محمد عبد اللہ احمدی میڈیکل پریکٹیشنر سرگودہا

نمبر 3637 میں عبد المجید ولد چوہدری نظام الدین صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گوکھووال چک ۲۷۶ تحصیل وضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائداد نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل تعالےٰ زندہ ہیں۔ لیکن میری ماہوار آمد بصورت ملازمت /25 روپے ہے۔

میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{8}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{8}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد موصی :۔ عبد المجید امرت سر کٹڑہ خزانہ جیومل جیون

گواہ شد :۔ عبد اللہ گوکھووال ضلع لائل پور۔ حال وارد قادیان

گواہ شد غلام محمد ولد الٰہی بخش قوم ارائیں ساکن گوکھووال

نمبر ۳۷۲۰ :۔ میں مسمی ملک غلام نبی ولد ملک حسن محمد احمدی قوم ککے زئی پیشہ تجارت تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ آج مورخہ $\frac{8}{32}$ ۲۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد بصورت دوکان مبلغ ۳۰ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد :۔ ملک غلام نبی ولد ملک حسن محمد قوم ککے زئی۔ قادیان حال کھارہ۔ گواہ شد :۔ مہر الدین دوکاندار محلہ دار الرحمت

گواہ شد :۔ غلام احمد متعلم مولوی فاضل کلاس جامعہ احمدیہ قادیان

نمبر ۳۷۲۱ :۔ میں سعیدہ رشیدہ بیگم بنت جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم قوم قریشی صدیقی پیشہ آنریری معلمہ عمر چھبیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ آج مورخہ $\frac{9}{32}$ ۸ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ چالیس ایکڑ زرعی اراضی مشترکہ خاندان واقعہ موضع حسن ضلع شیخوپورہ جن میں بعد منہائی ششم حصہ جو ہر دو والدہ کا بنتا ہے۔ میرا انیسواں حصہ ہے۔ میں اپنے حصہ کے $\frac{1}{3}$ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ نیز اگر میری وفات کے وقت میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ثلث حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مرکزیہ مالک ہوگی۔ فقط مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۳۲ء

العبد :۔ سعیدہ رشیدہ بیگم

گواہ شد :۔ شیخ احسان الٰہی فیض عام میڈیکل ہال

گواہ شد :۔ خلیفہ صلاح الدین احمد قادیان ضلع گورداسپور

29

قادیان میں سکنی زمین خریدنے کا موقعہ

جلسہ کی رعایت سے فائدہ اٹھائیے!

اس وقت محلہ دارالبرکات بمقابل ریلوے سٹیشن اور محلہ دارالرحمت قادیان میں اور نیز پرانی آبادی کے اندر عمدہ قطعات اراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ حسب دستور جلسہ کی وجہ سے قیمت میں رعایت دی جائیگی۔ خواہشمند احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر اپنی پسند کے قطعات خرید سکتے ہیں قادیان کی آبادی اب خدا کے فضل سے بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور لازماً کچھ عرصہ کے بعد موجودہ قیمتیں نہیں رہینگی اس لئے مستطیع احباب کو موجودہ موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ بعض شرائط کے ماتحت غیر مستطیع احباب قسطوں میں بھی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ فقط:۔ والسلام:۔ مرزا بشیر احمد

ہومیوپیتھک علاج

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کو معلوم ہے۔ ہومیوپیتھک علاج میں اللہ تعالے نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ قلیل دوا۔ زیادہ فائدہ روپوں کا کام پیسوں۔ سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے۔ سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات ہزاروں مریضوں پر تجربہ کر کے ایک ایک دوا کا جسم کے ہر عضو پر اثر اور علامات معلوم کرنے کے بعد عوام کے فائدے کے لئے پیش کی گئی ہیں کھانے میں مزیدار زود اثر بے ضرر۔ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی چیر پھاڑ اور نشتر کی تکلیف سے بچا دینوالی۔ چھوٹے اور بیرونی تکالیف کو بلا اپریشن ٹھیک کرتی ہیں۔ کڑوی کسیلی دواؤں اور انجکشن کے برے اثرات سے بچاتی ہیں۔ دنیا میں مقبول۔ مایوس العلاج بفضل خدا صحت یاب ہوچکے ہیں۔ امراض مخصوصہ مرداں کیلئے خاص قلمی ادویات ہیں مستورات کیلئے ان دواؤں سے افضل دوسری ادویات نہیں ہیں بچوں کیلئے عموماً دودھ ڈاکٹر بھی یہی دوائیں دیتے ہیں۔ مختلف علاج سے اور پیٹنٹ دوائیں کھا کر مرض کو پیچیدہ نہ بنائیے۔ پوری پوری کیفیت مرض کی لکھ بھیجئے۔ رشتانی خط

پتہ:۔ ایم۔ ایچ۔ احمدی۔ بیری اکبر پور کانپور

عید کیلئے کٹ پیس منگواؤ۔ فائدہ اٹھاؤ

عمدہ۔ عمدہ۔ نئے نئے دلکش خوش رنگ وضع کا نرخ میں ارزاں کٹ پیس پارچہ کا تازہ مال آگیا ہے۔ جسے عید کیلئے ہر مسلمان خریدنا پسند کریگا۔ نرخ ارزاں ہے۔ ٹکڑا بڑا ہے۔ تجارت کے لئے تھوک نرخ پر ڈہائی صد۔ ڈیڑھ صد۔ اور پچھتر روپیہ کی چھوٹی گانٹھیں منگوائیے اور اہل وعیال کیلئے تیس چالیس روپیہ کا بنڈل جس میں زنانہ۔ مردانہ ضرورت کا ہر قسم کا پارچہ کٹ پیس ہوگا۔ چوتھائی رقم ہمراہ آرڈر ارسال کریں۔ کل رقم پیشگی بھیجنے والوں کو کرایہ میں خاص رعایت ہوگی۔

ایس رفیق بھائی جنرل سپلائرز جیکب سرکل بمبئی

عرب کی مقدس کھجور آگئی ہے۔ رمضان شریف میں منگا کر ثواب حاصل کریں

گولڈ وین واقعی مفید

گولیاں ہیں۔ میں نے خود استعمال کی ہیں۔ بنجیطا۔ اور واقعی مفید مقوی گولیاں ہیں۔ ایک شیشی اور بھیجدیں۔ حکیم غلام حسین شاہ از میانہ گوندل آپکی گولڈ وین گولیوں کو میں نے خود استعمال کر کے دیکھا ہے۔ بہت مفید پایا۔ ایک اور شیشی بھیجدیں۔ فضل محمد خاں از راولپنڈی۔ احباب کرام آپ بھی استعمال کر کے تجربہ کریں۔ قیمت ساڑھے پانچ روپیہ معہ محصول ڈاک

مینیجر شفاخانہ ولیدیہ سلانوالی ضلع سرگودہا

رشتہ مطلوب ہے

شیر شاہ سوری کی اولاد میں سے ایک مخلص مبایع احمدی کی لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی خدا کے فضل سے دیندار۔ امور خانہ داری سے واقف اردو لکھنا پڑھنا جانتی ہے عمر ۱۵ سال پنجاب بالخصوص قادیان اور پٹھان خاندان کے لڑکے کو ترجیح دی جائیگی۔ لڑکا دیندار۔ مخلص مبایع تعلیم یافتہ برسر روزگار ہو۔

معرفت:۔ چوہدری فتح محمد سیال ایم اے قادیان

کٹ پیس کی فائدہ مند تجارت

امریکن۔ ولایتی۔ جاپانی کٹ پیس کی چھوٹی گانٹھیں مالیتی تین صد۔ دو صد۔ و یکصد روپیہ بغرض تجارت تھوک نرخ پر منگوا کر فائدہ اٹھائیے۔ عیال دار اصحاب پچاس روپیہ کا بنڈل تھوک نرخ پر منگوالیں۔ ربڑ کی ولایتی انگیا مستورات کا دلپسند تحفہ قیمتی دو روپیہ علاوہ محصولڈاک طلب کریں۔

امریکن کمرشیل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لکھنؤ میں حال ہی میں ایک آل انڈیا ویمن کانفرنس منعقد ہوئی ہے جس میں "ہندوستانی عورتوں کے مطالبات" کے عنوان سے ایک اعلان شائع کیا گیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے (۱) ملازمت اور جائداد میں عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دیئے جائیں۔ (۲) مساوی کام کے لئے مساوی تنخواہ دی جائے۔ (۳) شادی شدہ اور غیر شادی شدہ خواتین کی خاص ضرورتوں کے لئے خاص قوانین بنائے جائیں۔ (۴) برتھ کنٹرول اور پرورش اطفال کے متعلق ہدایات کا انتظام کیا جائے (۵) میڈیکل نگرانی کے ماتحت اسقاطِ حمل کی اجازت دی جائے (۶) مردوں کے ساتھ مساوی سیاسی حقوق دیئے جائیں اور جائداد کی شرط کے بغیر ووٹ دینے اور امیدوار کھڑا ہونے کا حق دیا جائے (۷) عورتوں کو طلاق کا حق دیا جائے۔

مہاراجہ الور کے متعلق تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ وہ دہلی فلائنگ کلب سے ایک ہزار روپیہ روزانہ کرایہ پر دو ہوائی جہاز لینا چاہتے ہیں تاکہ ان پر سوار ہو کر شورش زدہ علاقہ کا دورہ کریں۔ نیز انہوں نے ایک پبلک تقریر میں اعلان کیا کہ جس طرح پنڈت مالویہ جیسے برہمن اور گاندھی جی جیسے دیش سناتن دھرم کی خدمت کر رہے ہیں۔ اسی طرح میں بھی تخت و تاج کو چھوڑ کر جب ہوتے ہوئے حتی المقدور اس خدمت میں حصہ لینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

اسمبلی کے رکن راؤ بہادر راجہ نے ایک قرارداد کا نوٹس دیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ چونکہ حکومت کی طرف سے ایک کروڑ روپیہ کے اضافہ کا اعلان ہو چکا ہے اس لئے حکومت مدراس کے گزٹڈ اور نان گزٹڈ ملازموں کی تنخواہوں کی تخفیف کو یکم اپریل ۱۹۳۳ء سے ترک کر دیا جائے۔ اور آئندہ صوبہ بھر میں کسی قسم کی تخفیف نہ کی جائے۔

مندروں میں داخلہ کے مسئلہ پر ۵ جنوری بنارس میں سناتن دھرمیوں اور آریہ سماجیوں کے درمیان اچھوتوں کے متعلق ایک مناظرہ ہوا۔ جس کے دوران میں فریقین میں لاٹھی چل گئی۔ فریقین کے متعدد اشخاص زخمی ہوئے۔ آخر کار پولیس نے امن بحال کیا۔ یہ گاندھی جی کی اچھوت ادھار تحریک کے نتائج ہیں۔

ہندو یوتھ لیگ ہوشیارپور نے اپنے ایک اجلاس میں اتحاد کانفرنس کی تجاویز کو مسترد کرتے ہوئے ڈاکٹر مونجے کے اس رویہ پر اظہار ملامت کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے دعاوی کو منوا کے لئے بنگال کے ہندوؤں کو راضی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہندو یوتھ لیگ کی رائے میں ڈاکٹر مونجے کو چاہیئے تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف بہادری سے لیڈری قائم کرتے۔

وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ۵ جنوری کو ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں گاندھی جی کے رویہ کے پیش نظر ایگزیکٹو کونسل نے محسوس کیا کہ وہ ان کی رہائی کے لئے کوئی کارروائی نہیں کر سکتی۔

مہاراجہ جموں و کشمیر نے ایک اور آرڈیننس نافذ کیا ہے جس کے رو سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور درجہ اول کے مجسٹریٹوں کو حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی شخص کو جس پر انہیں شک ہو۔ کچھ عرصہ کے لئے شہر بدر کر سکیں اور اس وقت تک واپس آنے کی اجازت نہ دیں۔ جب تک کہ وہ اپنے رویہ میں تبدیلی نہ کرے۔

کرنل کالون وزیر اعظم ریاست جموں و کشمیر کے عہدہ کی میعاد میں ۲۷ فروری ۱۹۳۳ء سے ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے۔

سناتن دھرم سوسائٹی پنجاب نے گاندھی جی کے نام ایک خط ارسال کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ آپ ایسے شائستہ اور سمجھدار آدمی سے یہ امید نہیں کی جا سکتی تھی کہ ایک خاص جماعت کے لئے بعض سیاسی ترکات حاصل کرنے کی خاطر آپ اچھوت ادھار کی تحریک کے سلسلہ میں کروڑوں سناتن دھرمیوں کے حقوق کو قربان کر دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مذہب کے دشمن اور دوسری طاقتیں آپ کو اس وقت گمراہ کر رہی ہیں۔

حکومت ہند کے میزانیہ پر غور کرنے کا زمانہ چونکہ قریب آ رہا ہے اس لئے تنخواہوں میں جو تخفیف کی گئی تھی۔ اس کے متعلق مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ بعض صوبوں کی رائے ہے۔ کہ ۵ فیصدی کی تخفیف برقرار رکھی جائے صدر مقام کی یہ رائے ہے کہ تخفیف منسوخ کر دی جائے۔ ان دونوں آرا کے مابین یہ راہ اختیار کرنے کی تجویز ہو رہی ہے کہ ۲ ½ فیصدی تخفیف بحال کر دی جائے۔ اور بقیہ ۲ ½ فیصدی کو آئندہ برس پر چھوڑ دیا جائے۔

پنجاب یونیورسٹی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایسی سفارشات پر مشتمل ہوگی۔ جن کا نہ صرف پنجاب یونیورسٹی کے انتظام پر ہی اثر پڑیگا۔ بلکہ تمام صوبے کا تعلیمی نظام بھی اس سے متاثر ہوگا۔ باخبر حلقوں میں توقع کی جاتی ہے کہ یونیورسٹی میں فرقہ وار مسئلہ کے حل کی تجویز کے علاوہ کمیٹی اعلیٰ تعلیم کے متعلق بھی اہم سکیم تیار کریگی۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ رپورٹ فروری میں مکمل ہو جائیگی۔

سر جیفری ڈی مونٹ مورنسی گورنر پنجاب چونکہ اپریل میں خرابی صحت کی بنا پر اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے والے ہیں اس لئے سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ان کی جگہ مسٹر سر ہربرٹ ولیم ایمرسن کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا گیا ہے اور ملک معظم نے اس تقرر کی منظوری دیدی ہے۔ مسٹر ایمرسن آج کل رخصت پر انگلستان گئے ہوئے ہیں۔

اچھوتوں کے مندروں میں داخلہ کے متعلق مسٹر سببرائن اور مسٹر رنگا آئر کے بلوں کو پیش کرنے کی اجازت دینے کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے ۱۶ جنوری نئی دہلی میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کی ایک میٹنگ قرار پائی ہے۔

نواب صاحب بہاولپور نے پرنسپل ایم اے زاہدی کی جگہ لفٹنٹ کرنل مقبول حسین صاحب قریشی کو پنجاب یونیورسٹی سینٹ میں اپنی نمائندگی کے لئے یکم جنوری سے نامزد کیا ہے۔

ریاست الور کے گزٹ میں اس امر کے پیش نظر کہ خطرہ کے وقت مسلمان ڈھول بجا کر لوگوں کو اکٹھا کر لیتے ہیں۔ اعلان کیا گیا ہے کہ ڈھولوں کا بجانا چھ ماہ کے لئے ممنوع قرار دیا جاتا ہے اس عرصہ میں تمام ڈھول حکام ریاست کے قبضہ میں رہیں گے۔ اگر کوئی شخص ڈھول بجاتا ہوا پکڑا گیا یا معلوم ہوا کہ اس کے گھر میں کوئی ڈھول ہے تو اسے چھ ماہ قید سخت اور ۲۵ روپیہ جرمانہ کی سزا دی جائیگی۔

جاپانی عورتوں کی انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی شادی پر اپنی سالانہ آمدنی کی بیس فیصدی سے زیادہ خرچ نہ کرے۔ برات کا استقبال منسوخ کر دیا گیا ہے

ڈاکٹر مونجے نے اعلان کیا ہے کہ ۱۵ جنوری کو ہندوستان بھر کے ہندو "الور ڈے" منائیں۔ جس میں مہاراجہ الور کی حمایت اور مسلمانوں کی مذمت میں ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔

جامع مسجد دہلی کے قریب مظلومین الور کے کیمپ کے بالمقابل ۷ جنوری ایک مقام پر بم پھٹا۔ جس سے دو مسلمان زخمی ہوئے۔ جائے وقوع کے نزدیک سے دو اور بم بھی برآمد ہوئے اس حادثہ کی وجہ کا پتہ نہیں لگا۔

کلکتہ یونیورسٹی نے بنگال کے تمام سکولوں کے نام ایک سرکلر جاری کیا ہے جس میں منتظمین کو ہدایت کی ہے۔ کہ ہفتہ میں ایک بار تمام طلباء کو گورنمنٹ کی وفاداری کا سبق سکھایا جائے لیکچرار کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ طلباء کسی انقلابی تحریک میں حصہ نہ لیں۔

مسٹر رنگا آئر نے اسمبلی میں گاندھی جی کی رہائی کا مطالبہ پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

علیحدگی سندھ کے فیصلہ کے خلاف لکھنؤ کے ایک ہندو پروفیسر نے سندھ کے ہندو لیڈر ڈاکٹر ہنگورانی کو خط لکھا ہے کہ اس فیصلہ کو بدلوانے کیلئے اجتماعی ستیہ گرہ کی مہم شروع کر دیں اس

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی